شیخ عبد الغفار اشرف ایم اے

اسلامی سوسائٹی کے چند اہم مسائل اور ان کا حل

کتاب و سنّت کی روشنی میں

دین سے مراد پورا نظامِ زندگی ہے جو توحید باری تعالیٰ کے عقیدے کی بنا پر اعتقادی، اخلاقی اور عملی حیثیت سے استوار ہے ۔ اور جب تک ایک مسلمان اس کے جزو و کل پر اپنی زندگی کی بنیاد تعمیر نہیں کرتا ، اس وقت تک وہ مومن و موا حد نہیں کہلا سکتا ۔ کفر و شرک کی معمولی آویزش اور غیر مسلم معاشرے کی معمولی سی اتباع بھی حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے ۔ اسی لئے دین اسلام میں حیاتِ انسانی کے ہر مدو جزر اور ہر موقع و محل کے لئے واضح ہدایات و احکام موجود ہیں اور اس کا عملی مفہوم "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" میں مضمر ہے ۔ اور کتاب و سنت بار بار ایک مسلم سے " ادخلوا فی السلم کافۃ" کا تقاضا کرتے ہیں ۔

عہد حاضر ہزار ہا خرابیوں اور لوقلمون معاصی کا گہوارہ ہے ۔ اسلام نے ان سب اعمال سیئہ بلکہ قیامت تک نت نئے ظاہر ہونے والے فتن و شرور اور مفاسد سے اجتناب کی ہدایات دی ہیں ۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے ۔

پاکیزگی :

" الطہور شطر الایمان " (بخاری)

یعنی پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

عہد حاضر کا معاشرہ اسلام کے احکامات طہارت و پاکیزگی سے دن بدن عاری ہوتا جارہا ہے۔ حالانکہ یہ ایمان و اعمال میں اوّلیں شرط ہے۔ اس کے بغیر نہ نماز قبول ہے اور نہ دیگر اعمال۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارے دوکاندار اور ہمارے عوام بلکہ خواص تک ان مسائل سے اکثر ناواقف ہیں۔ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو پیشاب کرنے کے بعد استنجا کرنا تو دور کی بات ہے، ہاتھ تک نہیں دھوتے جبکہ حدیث کی رُو سے پیشاب کے چھینٹوں وغیرہ سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا باعث ہے۔ اسی طرح موجودہ انگریزی خواں طبقہ غسلِ جنابت وغیرہ سے قطعاً ناواقف ہے۔ بلاشبہ ایک مسلمان قوم کے افراد سے اس جاہلیت کا ارتکاب ایک بہت بڑا المیہ اور افسوسناک امر ہے۔

اکرام مسلم

ایک دوسرے کی توہین، گالی گلوچ، مقدمہ بازی، چغلی، غیبت، جعلسازی جیسے عیوب ہمارے معاشرہ کا معمول ہو گیا ہے۔ حالانکہ اسلام نے یہ اصول قرار دیا کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

نیز فرمایا کہ "مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔"

ایک جگہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس نے کسی مسلمان پر ہتھیار اٹھایا، وہ ہم میں سے نہیں۔"

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "ایک مومن کی شان تجھ سے بلند تر ہے۔"

افسوس کہ ہماری نئی پود ایک دوسرے کے ادب و احترام اور خُلق و محبت سے دن بہ دن تہی دامن ہوتی جارہی ہے۔

ریڈیو، سینما اور ٹیلی ویژن سے فحاشی:

اسلام عریانی اور فحاشی کا شدید دشمن ہے کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ لیکن کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ گھر گھر ریڈیو سے گندے گیت، ٹیلیویژن سے شرمناک عریاں مناظر اور سینما سے بدمعاشی کی عملی تعلیم حاصل کرنے میں نہ باپ کو بیٹیوں سے شرم ہے نہ بیٹیوں کو باپ

اور جو ان بھائیوں سے حیا ہے ۔ ٹیلیویژن کا بٹن دباؤ اور کنجر خانہ حاضر ہے ۔ خداوند قدوس نے فرمایا :

" ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن " (الانعام)

یعنی بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی ہوئی ۔

قتل

ابھی چند سالوں کی بات ہے کہ جب کبھی سرخ آندھی نمودار ہوتی ، لوگ کہتے کہ کہیں قتل کی واردات ہوئی ہے ۔ لیکن کس قدر تعجب خیز اور افسوسناک امر ہے کہ قتل اب ہمارے معاشرہ میں گویا روزمرہ کا معمول بن گیا ہے ۔ ایک ایک روپیہ پر بے دریغ قتل ہوتے ہیں اور زیادہ تر اس ظلم کا شکار وہ لوگ ہوتے ہیں جو برائیوں سے منع کرتے ہیں ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ معاشرے میں زناکاری ، رقیبانہ چشمک ، قرض کا لین دین ، مہنگائی اور بے روزگاری ، منشیات کا استعمال ، ناجائز وسائل اور راتوں رات امیر بننے کی خواہش ، حد سے زیادہ غریبی اور حد سے زیادہ امیری ، یہ ہیں عام طور پر اسباب قتل ، جن کا ہمارے پاس سوائے اسلامی نظام کے نفاذ کے کوئی علاج نہیں لیکن اسے ہم اپنی عملی زندگی میں قریب تک پھٹکنے نہیں دیتے ۔

بہرحال ہم یہاں ایک فرمانِ الٰہی نقل کئے دیتے ہیں ، شاید کوئی نصیحت قبول کرے :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : " جس نے ایک قتل بھی کیا ، گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا ، اور اس کی سزا ابدی جہنم ہے ۔ "

خاندانی منصوبہ بندی

ضبطِ تولید ، کم بچے اور چھوٹا خاندان ، جسے مالی خوشحالی کا ضامن قرار دے کر فروغ دیا جا رہا ہے ، اور کروڑہا روپے کے خرچ سے ایک پورا محکمہ ملک میں قائم ہے ، یہ فعل انتہائی احمقانہ ، کافرانہ اور فواحش کا آئینہ دار ہے ۔ یہ تحریک جو یورپ کی بدکردار عورتوں سے چلی اور آہستہ آہستہ پاکستان جیسی نظریاتی اسلامی مملکت میں رائج ہوئی ۔ کہتے ہیں کہ ملک کی آبادی بڑھ رہی ہے اور اناج ناکافی ہو رہا ہے ۔ حالانکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہر شخص کا رزق رحم مادر ہی میں لکھ دیا جاتا ہے ۔ نیز جس روح کا دنیا میں آنا مقدر ہو چکا ہے اسے روکنا کسی کے بس میں نہیں ۔ علاوہ ازیں حمل کو ضائع کرنا قتلِ عمد کے مترادف ہے ۔ چنانچہ خداوندِ قدوس

نے فرمایا:

"ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم"

کہ اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی (دیں گے)

کیا کسی مسلمان کے لئے اس سے زیادہ مستحکم گارنٹی بھی ہو سکتی ہے؟
خاندانی منصوبہ بندی کے ایک ذمہ دار آفیسر نے ایک بار کہا تھا کہ "جب تک ایک باپ اپنی نوجوان بیٹی کے اسقاط حمل کے لئے ہمارے کلینک میں نہ آئے اور اس میں وہ کوئی حیا محسوس نہ کرے، اس وقت تک ہمارا محکمہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

گویا یہ محکمہ زناکاری کے اخفا کا ایک ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ اس محکمہ کو فوراً بند کر کے یہ روپیہ انہی نفوس کی ضروریاتِ زندگی میں صرف کرے جو حکومت اور اس محکمہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود (خواہ یہ ایڑی چوٹی کا پورا زور ہی کیوں نہ لگا لیں) اس دنیا میں آکر رہیں گے —— مشیت ایزدی کے خلاف لڑنا اور اس کے مقابلہ کی کوشش کرنا بدترین حماقت ہے۔ ہاں اس محکمہ کو بند کر کے وہ روپیہ بھی بچایا جا سکتا ہے جو چند مفاد پرست علماء کو حق کی پہچان رکھنے کے باوجود اس احمقانہ فعل کے حق میں فتوے دینے اور کتابیں لکھنے پر مجبور کر دیا کرتا ہے۔

فرقہ پرستی

مقامِ افسوس ہے کہ دینداروں کا طبقہ جو بے دینوں، ملحدوں، فاسقوں، فاجروں، ایمان کے دشمنوں، سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کے مقابلہ میں پہلے ہی قلیل التعداد ہے، مختلف طبقات اور مختلف فرقوں میں بٹا ہوا ہے جن میں سرفہرست دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث مکتب فکر ہیں۔ مقامِ تعجب ہے کہ ان کے بنیادی مسائل ایک ہوں۔ خدا، رسول، قرآن کعبہ اور کلمہ ایک ہے اور اختلافات فروعی مسائل میں ہیں۔ لیکن انہی فروعات کی بنا پر ان کے دلوں میں اس قدر بغض و عناد ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ ایک دوسرے کو کافر اور واجب القتل تک قرار دے دینا ان کے نزدیک نہایت معمولی بات ہے۔

اس فرقہ پرستی اور تعصب کی وجہ سے ملت اسلامیہ کو ناقابلِ بیان نقصان اٹھانا پڑ رہا

ہے۔ اسلام کی قوت بٹ گئی ہے۔ سبھی زوال و ادبار کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس تعصب کے پھیلانے میں مختلف طبقاتی علمائے سو کا حصہ بہت زیادہ ہے جو محض ذاتی اغراض کی خاطر اسلامی مؤاخات میں شگاف ڈالتے اور امت مسلمہ کو باہم لڑاتے نیز فتنہ و فساد پھیلا کر اللہ اور اس کے لائے ہوئے دین کو دین ہی کے نام پر تباہ کرنے کے مجرم ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے بار بار اتفاق باہمی اور اتحاد مسلم کی تاکید کی ہے اور "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لاتفرقوا" کی تلقین کرتے ہوئے یہ احسان جتلایا ہے کہ اسلام سے پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے لیکن ہم نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔

لہٰذا اب جو لوگ اسی رسی کو قطع کر رہے ہیں، گویا وہ پھر زمانۂ جاہلیت کی عصبیت کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کے انسداد کا واحد حل یہ ہے کہ لوگ اختلافی مسائل پر خود تحقیق کی عادت ڈالیں اور قرآن اور حدیث کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں۔ اس طرح نہ صرف وہ مسائل کی صحیح صورتِ حال سے واقف ہو سکیں گے بلکہ فرقہ پرستی کی لعنت بھی بہت حد تک ختم ہو جائے گی۔

ذخیرہ اندوزی اور گراں فروشی

ذخیرہ اندوزی کے عمل سے اب شاید ہی کوئی شخص بچا ہو گا۔ حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قاتل اور ذخیرہ اندوز دونوں ایک ہی درجہ میں داخل ہیں۔ اگر کوئی شخص مسلمانوں پر عام بھاؤ کو گراں کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ قیامت کے دن اسے جہنم کے بڑے عذاب میں ڈال دے۔"

گداگری

ہمارے معاشرہ میں گداگروں کی تعداد آئے دن بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی خرابی اور ایک مسلمان قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ افسوس کہ گذشتہ ربع صدی سے ہماری کسی حکومت نے اس ذلیل ترین کاروبار کے انسداد کی کوشش نہیں کی۔ قوم کا لاکھوں بلکہ کروڑوں روپیہ اس لعنت کے باعث غیر مستحق، نشہ باز اور عادی مجرموں کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مستحق لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"تین قسم کے لوگوں کے سوا کسی کو سوال کرنا جائز نہیں ہے ۔

۱ ۔ جو کسی کے قرضہ کا ضامن ہو ۔

۲ ۔ جس کا مال تباہ ہو گیا ہو ۔

۳ ۔ جس کی فاقوں تک نوبت پہنچ گئی ہو ۔ بشرطیکہ تین باہوش انسان اس کے فاقے پر گواہی دیں ۔

قرض حسنہ دینے سے احتراز

افسوس کہ موجودہ باہمی بداعتمادی کی وجہ سے معاشرے کا محتاج ترین اور اشد ضرورت مند آدمی بھی کسی سے قرضِ حسنہ (قرض بلاسود) حاصل نہیں کر سکتا ۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" میں نے معراج کی رات جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرضِ حسنہ کا اٹھارہ گنا "

اسی طرح فرمایا کہ :

"جب تک مقروض کو مہلت دی جائے گی ، قرض خواہ کو ہر روز صدقہ کا ثواب ملتا رہے گا ۔ اور وہ شخص قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ تلے ہوگا (جب کہ اس روز عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا) اور اس کو دوزخ کی بھاپ تک نہ پہنچے گی "

بینکنگ سسٹم

یورپ کے لادینی معاشرے کی طرح ہمارے ہاں بھی بنکوں کی کثرت اور تجارت کے ہر شعبہ میں بینکوں کے ذریعہ لین دین اور سودی کاروبار دن بہ دن فروغ پا رہا ہے اور عام دوکانوں کی طرح ایک ایک بازار میں کئی کئی بینک کھل گئے ہیں ۔ جو علانیہ سودی کاروبار کرتے ہیں ۔ حالانکہ جناب ہادیٔ برحق محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) نے فرمایا :

" سود کے لینے دینے میں ستّر گنا کم سے کم گناہ حقیقی ماں سے زنا کرنے کے برابر

ہے ـــــــ !

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "جو شخص سود کو روا رکھتا ہے، وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کے لئے تیار ہو جائے"

افسوس کہ بجائے اس کے خلاف آواز اٹھانے کے ہر شخص کا رابطہ بنکوں سے قائم ہو رہا ہے۔ موجودہ بنک سسٹم کی وجہ سے چھوٹا طبقہ تو اپاہج ہو کر رہ گیا ہے کیونکہ بنک ہر سال کروڑوں روپیہ غریب عوام سے اینٹھ لیتے ہیں جبکہ مالدار طبقہ امیر سے امیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بنکوں کا کاروبار کرنے والے مہذب قسم کے ڈاکو ہیں اور جسقدر تباہی ان لوگوں نے مچائی ہے، وہ قابل بیان نہیں !

یہی حال انشورنس کمپنیوں کا ہے جو غریبوں کا مال سمیٹ کر اپنا اور امیر لوگوں کا گھر بھر رہی ہیں ـــــــ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ملک میں اسلامی نظام قائم ہو اور ہمیں مذکورہ تمام لعنتوں سے چھٹکارا حاصل ہو۔ آمین !

اگر آپ کے نام آنے والے شمارہ پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگی ہوئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنا سالانہ زر تعاون بیس دن کے اندر اندر بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں۔

اور اگر آپ خدانخواستہ آئندہ خریداری کا ارادہ نہ رکھتے ہوں تو بذریعہ خط فوراً مطلع فرمائیں . . . ورنہ تیسری صورت میں آپ کی خدمت میں آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی پی ارسال کیا جائے گا جس کو وصول کرنا آپکا اخلاقی و دینی فریضہ ہوگا

مینیجر